حج کے اصل مقاصد اور موجودہ صورتحال

پروفیسر علی محمد نقوی

حج وہ جامع عبادت ہے جو سب عبادتوں کا نچوڑ ہے۔اس کے بارے میں بجا طور پر کہا جا سکتا ہے:

آن کہ خوبان همه دارند تو تنها داری

خدا کو جو کچھ بھی آدمی کو سکھانا تھا اس کو تربیت گاہ حج کے نصاب میں داخل کر دیا۔ حج اسلامی توحید، عشق نبیؐ، جہان بینی، فلسفہ خلقت، فلسفہ تاریخ اور تاریخ انبیاء کا مرقع ہے۔ مثالی انسان، مثالی اخلاق، مثالی قربانی سب کچھ حج کے آئینے میں نظر آتی ہیں۔ مساوات، برابری، برادری، سادگی، بے آلائشی، صلح و صفا، مشقت طلبی، سخت کوشی، نفس پر کنٹرول، حج میں سب کی نمائش ہے۔ بھوک سے جنگ تک سبھی کچھ اس میں موجود ہے۔ خدا بھی اور روٹی بھی بندگی بھی اور نجات بھی اصلاحِ نفس بھی اور امت میں فرد کا الحاق بھی ان تمام باتوں کو خدا نے حج میں ڈال دیا۔

حج کی اہمیت کسی پر پوشیدہ نہیں۔ ہر مسلمان کو، جس کو استطاعت ہو حج ایک بار کرنا ہی کرنا ہے۔

حج کا کیا فلسفہ ہے اس کے کیا فوائد ہیں اس سلسلے میں تجزیہ اور تحلیل کی انتہائی ضرورت ہے کیونکہ حج کے مقاصد سے آگاہ ہو کر ہم روح حج کو سمجھ سکتے ہیں اور حج کے حکم پر ویسا عمل کر سکتے ہیں جس کا اسلام تقاضا کرتا ہے۔ اسی کے ساتھ ہم کو موجودہ صورتحال کا معروضی جائزہ لینے کی بھی ضرورت ہے۔

جب ہم قرآن کریم اور احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں تو حج کے آٹھ بنیادی مقاصد سامنے آتے ہیں۔

ہم اجمالی طور پر ان کا جائزہ لیتے ہیں۔

حج کا پہلا مقصد اور فائدہ انسان میں للّٰہیت پیدا کرنا اور روحانیت میں کمال کا حصول ہے۔ یہ کہ اللہ انسان کے وجود کا محور بن جائے۔ سفر حج ایک علامت ہے۔ یہ خود سے خدا کی طرف کوچ ہے۔اس کا سب سے اہم مقصد رضائے رب کے حصول کو انسان کی زندگی کا مقصد بنانا ہے۔

مناسک حج کے ہر ہر قدم پر یہ مقصد نمایاں ہے۔نیت کے بغیر حج نہیں۔نیت خالص اللہ کے لئے۔ جب بندہ کہتا ہے اے پروردگار لبیک میں آ گیا تیری بارگاہ میں حاضر ہو گیا تو گویا وہ اپنے وجود کو اپنے رب اور مالک کی چوکھٹ پر رکھ دیتا ہے۔

حج کا دوسرا مقصد تزکیۂ اخلاق ہے۔ حج ابن آدم کو آدمی سے انسان کی منزل تک پہنچانے کی عملی مشق ہے۔

حج اپنے نفس پر کنٹرول رکھنے، عیش و نوش کی زندگی کو خیر باد کہنے، درندہ صفتی کو ترک کرنے، شہوت کی طغیانی کو مہار دینے کا ایک درس ہے۔فخر تکبر، خود برتر بینی اور جاہ و مال کی نمائش کے خول سے نکل کر ہزاروں قطروں میں ایک قطرہ بن کر برابری اور مساوات کا وہ درس ہے جس کی نظیر دنیا کی کسی قوم کے پاس نہیں۔

حج کا تیسرا مقصد دین اسلام کی تقویت، ایمان اور آگہی کی دولت فراہم کرنا ہے۔

امیر المومنین نے جہاں مختلف اسلامی عبادتوں اور احکام کے رموز اور علل بتائے ہیں وہاں حج کے بارے میں فرماتے ہیں:

"والحج تقویه الدین"

حج دین کی تقویت کا سبب ہے۔

استاد مطہری کے نظریہ کے مطابق دین کی تقویت دو طرح سے ہوتی ہے۔

سب سے پہلے جب مسلمانوں میں اتحاد پیدا ہوتا ہے تو اس سے دین کو مضبوطی ملتی ہے۔

دوسرے یہ کہ دوران حج مومن کے وجود میں ایمان رچ بس جاتا ہے۔ اس کا ایمان زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔یہ بحث معرفت کا اہم باب ہے کہ معرفت کے حصول اور اس کے استحکام میں عمل اور praxis کا کیا مقام ہے۔بعض مکاتب نے اس سلسلے میں افراط کا راستہ اپنایا ہے اور عمل کو ہی سچی معرفت کا وسیلہ مانتے ہیں۔ یہ تو صحیح نہیں ہے، مگر یہ سچ ہے کہ معرفت کے استحکام میں عمل کا اہم کردار ہوتا ہے۔ حج وہ روحانی تجربہ ہے جو ایمان و معرفت کو بہت گہرا کر دیتا ہے اور ایمان انسان کے وجود میں رچ بس جاتا ہے۔

حق تو یہ تھا حج ایک بڑی workshop بلکہ اسلام کو سمجھنے کا ایک intensivecourse کی حیثیت کا حامل ہوتا۔ دوران حج اعتقادات کی تشریح کے لکچر، خطبے ہوتے اور مسلمان آپس میں

مذاکرے کرتے۔

اسلام کا مقصد یہ ہے کہ حج میں ایمان کا درس لیا جائے، اتحاد کا درس لیا جائے، حج کا فلسفہ سمجھنے کی کوشش کی جائے، حاجی توحید کے رموز سے آگاہ ہوں اور اس آگاہی کا تحفہ لے کر اپنی قوم میں واپس آئیں اور اور اس رطب کو کھلائیں اور اس زمزم کو پلائیں تو جس طرح برسات کے بعد فصلیں لہلہا جاتی ہیں ہر حج سے ایمان اور اگہی کی فصلیں لہلہا اٹھتیں۔

حج کا چوتھا مقصد امت میں بیداری پیدا کرنا ہے۔ ہر طرح کی بیداری۔ اعتقادی بیداری، سماجی بیداری، سیاسی بیداری، تعلیمی شعور، اقتصادی ترقی کا road map. حج میں معاش بھی ہے، معاد بھی، لیکن سب سے اہم دینی اور اعتقادی بیداری ہے۔

اسلام کا مقصود یہ تھا کہ حج' ہر سال تدریس کا ایک ایسا دَور ہوتا کہ حاجی روحِ حج، پیغام اسلام، مکتبِ توحید سے آگاہی حاصل کرتے اور پھر وہ؛ بھری جھولیوں کے ساتھ اپنے ملکوں، اپنے شہروں میں واپس آتے۔ حج ایک جوش مارتا ہوا زمزم ہوتا کہ جو ہر سال امت مسلمہ کو اپنے نکھرے ہوئے ایمان و اندیشے سے سیراب کرتا۔ ایک حاجی اپنے اس عہد کے ساتھ جسے اس نے حجرِ اسود کو چوم کر کیا ہے، لوگوں کے درمیان ایک ایسے نور کا حامل ہوتا۔ اگر ہر کوئی اپنی سطح کے مطابق لوگوں کو کم از کم ایسے موقع پر جب وہ بیٹھا ہے مکتبِ حج سے آشنا کرتا تو ہر سال ساری دنیا کے مسلمانوں میں سے ایک ملین پندرہ لاکھ مدرسینِ حج کے ذریعے تعلیم پا رہے ہوتے۔

حج کا پانچواں مقصد یہ ہے کہ حج اسلام کی طاقت کا مظہر ہے۔ ملکوں کا دستور ہے کہ یوم آزادی یا کسی دن اپنے ٹینک، توپ میزائل کے ساتھ فوجی مشق ونمائش کے ذریعہ اپنی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ طاقت کے مظاہرہ کا ایک مقصد اپنی قوم میں اعتماد بہ نفس پیدا کرنا۔ دوسرا مقصد دشمنوں کو مرعوب کرنا اور ان کو یہ پیغام دینا ہوتا ہے کہ ہماری طرف ٹیڑھی نظروں سے نہ دیکھنا۔ اسلام ٹینک اور توپوں کی نمائش نہیں کرتا بلکہ حج کے ذریعہ افرادی طاقت اور اتحاد اور قربانی اور سخت کوشی کا وہ مظاہرہ کرتا ہے کہ دشمن ہراساں ہو جائے۔ حج مسلمانوں کی طاقت کا سب سے بڑا مظاہرہ ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؑ ارشاد فرماتے ہیں؛ "جعله سبحانه تعالى للاسلام علماً"

حج کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کا پرچم قرار دیا۔ پرچم کسی ملت اور قوم کی آزادی اور طاقت کی

علامت ہوتا ہے۔ جنگ میں پرچم کو دیکھ کر ہی یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ جماعت ڈٹی ہوئی ہے۔ پرچم گر جانے کو شکست کی اور پرچم لہرانے اور آگے بڑھنے کو فتح کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ دشمن کی ہمیشہ کوشش ہوتی ہے کہ پرچم گر جائے۔ اسی لئے قدیم دور میں سب سے زیادہ بہادر کے ہاتھ میں پرچم تھمایا جاتا تھا۔ پرچم کسی قوم وملت کی انفرادی شناخت کی بھی علامت ہوتا ہے۔ امیر المومنینؑ نے حج کو اسلام کا پرچم قرار دیا ہے۔ حج مسلمانوں کی طاقت کا مظہر، حج مسلمانوں کی آزادی کی علامت اور حج مسلمانوں کے تشخص کے قائم رکھنے کی ضمانت ہے۔ اس سے زیادہ بلیغ انداز میں یہ نکتہ کہا نہیں جا سکتا تھا۔ جب تک حج زندہ اور باقی ہے، مسلمان زندہ اور باقی ہیں۔ اس نکتے کو ایک حدیث میں یوں کہا گیا ہے۔

"لم یزال الدین قائما ما قامت الکعبه" جب تک کعبہ قائم ہے دین قائم رہے گا۔

حج کا چھٹا اور ساتواں مقصد درس اخوت و مساوات ہے۔ حج برادری اور برابری کی سالانہ مشق ہے۔

سب سے بڑا مقصد اتحاد امت ہے۔ حج کے ارکان کے فلسفہ پر تھوڑا بہت غور بھی ہم کو اس نتیجہ پر پہنچا دیتا ہے کہ حج کی تشریع ہی اتحاد امت کی غرض سے ہوئی ہے۔ حج کا مقصد یہ تھا کہ عمر میں ایک بار کم از کم ہر مسلمان پوری دنیا کے مسلمانوں سے ملے، ان کے ساتھ رہے اور سب مل کر اللہ کی عبادت انجام دیں تاکہ ان میں محبت اور بھائی چارے کے جذبے کو فروغ ہو۔

تمام مقاصد تو استنباط شدہ ہیں مگر ان دو مقاصد کا ذکر شارع مقدس نے کیا ہے۔ پیغمبرؐ گرامی نے اسلامی وحدت کا سب سے کھلا اعلان عام حجت الوداع کے موقع پر کیا:

" یا ایّھا النّاس انّ ربکم الواحد واٰباء کم واحد ، کلّکم لاٰدم و آدم من تراب انّ اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم"

اے لوگو! تمہارا پروردگار ایک ہی ہے، تمہارے مورث اعلیٰ ایک ہیں، تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے تھے۔ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا وہ ہے جو سب سے زیادہ نیک کردار ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر برتری نہیں، سوائے تقویٰ کی بنیاد پر۔

یہ بات معنی خیز ہے کہ رسولؐ کریم نے یہ جملے مکہ، منیٰ اور عرفات میں حج کے دوران ادا فرمائے۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حج کا سب سے بڑا مقصد اور فائدہ اتحاد امت اور مسلمانوں میں برادری کا احساس پیدا کرنا ہے۔ پیغمبرؐ نے یہ جملے حج کے دوران اس سرزمین میں کیوں ادا فرمائے۔ تا کہ جب تک حج کا سلسلہ قائم ہے، جب تک دنیا کے گوشہ و کنار سے لوگ حج کرنے آتے رہیں ان کو نبیؐ کریم کی صدا کی یہ گونج سنائی دیتی رہے اور ان کو یہ بات ذہن نشین ہوتی رہے کہ اس عظیم عبادت کا ایک مقصد ان میں برادری کی روح پیدا کرنا ہے۔

امام صادقؑ نے مشہور حدیث میں فرمایا:" فجعل فيه الاجتماع من الشرق والغرب ليتعارفوا"

خداوند نے مقرر فرمایا کہ مشرق اور مغرب سے سب مکہ میں جمع ہوں تا کہ ایک دوسرے سے مانوس ہوں اور پہچانیں۔

استاد مطہری نے لکھا ہے کہ اس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ جب ہم حج کو جائیں تو ڈھیر سارے کارڈ لے جائیں اور مسلمان ایک دوسرے کو دیں تا کہ حج سے واپس آئیں تو بھی آپس میں روابط قائم ہوں۔ حج کا مقصد یوں حاصل ہوتا۔ لیکن اپنی اور اپنے مادی فوائد کی فکر میں ڈوبے افراد فلسفہ حج کے اس پہلو کی طرف سے بھی بے خیال ہیں۔

حج کا ساتواں مقصد درس محبت ہے۔ احرام باندھنے کے بعد انسانوں کے ساتھ ہی نہیں بلکہ حیوانات کے ساتھ بھی قساوت اور ظلم سے پرہیز کرنا لازم ہے ورنہ حج ہی نہیں۔ یہ انسانوں کے درمیان باہمی امن و امان کا درس ہے۔ قرآن کریم نے متعدد مقامات پر تصریح کی ہے کہ کعبہ اور حدود حرم جای امن و امان ہے۔ یہاں نہ کسی انسان سے جھگڑا کیا جا سکتا ہے، نہ ظلم و زیادتی، نہ گالی گلوچ، ہر انسان سے بس محبت ہی سے پیش آسکتے ہیں۔ یہی نہیں، کسی چھوٹے سے چھوٹے جانور کو بھی تکلیف نہیں پہنچائی جا سکتی، ہلاک نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر ایک چیونٹی یا مچھر کو بھی دانستہ مار دیا تو حج ہی ختم ہو جائے گا۔ ہمارے جینی برادران وطن منھ پر کپڑا باندھتے ہیں جو سمبلک طور پر اس کی علامت ہے کہ ہم چھوٹے سے چھوٹے جاندار کو بھی ہلاک نہیں کرنا چاہتے۔ اسلام میں سمبلک طور پر یہ بات احکام حج میں دیکھی جاتی ہے۔

آج حقوق انسان ہی کا نہیں حقوق حیوانات کا بھی تذکرہ ہے۔ اسلام نے حج میں حقوق انسان اور حقوق حیوان دونوں کا احترام سکھایا ہے۔ اور حج کے دوران ہر حاجی کے لئے کوتاہ مدتی درس باز آموزی کا اہتمام کرایا جاتا ہے۔

حج کا آٹھواں مقصد درس عدالت ہے۔ حج جہاں ایک طرف ہم کو حقوق انسان اور حقوق حیوانات کی پاسداری کا درس دیتا ہے تو دوسری طرف ظالم اورظلم سے پیکار بھی سکھاتا ہے۔رمی جمرات ظلم سے نفرت اورظالم اور طاغوت کو نکارنے کی مشق کراتا ہے۔اسلام صرف نرمی ہی نرمی کا مذہب نہیں۔ظلم اور ظالم کے مقابلے میں کھنچی ہوئی تلوار ہے۔رمی کے موقع پر یہاں منظر ہی دوسرا ہے۔ ہر حاجی انتہائی جوشیلے اور انقلابی جذبے کے ساتھ تین پتھروں پر جو طاغوت یعنی شیطان اور ظالم کی علامت ہیں،کنکریاں مارتا ہے۔ حج سکھاتا ہے کہ ہر ایک مسلمان کو یوں ہونا چاہیے جس کی تصویر علاّمہ اقبال نے کھینچی ہے:

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

حج اس طرح کے مسلمان افراد کی تربیت کرنے کی یونیورسٹی ہے۔

یہ حج کے آٹھ اہم مقاصد ہیں جن کا فہرست وار تذکرہ ہوا۔ضمنی مقاصد تو اور بھی بہت سے ہیں۔

اسلام کا منشاء یہ تھا کہ ہر سال یہ بین الاقوامی کیمپ منعقد ہو اور اس میں مسلمان یہ درس لے کر جائیں اور اپنے معاشرے میں عام کریں۔ ہر انقلاب کے ساتھ ایک ضد انقلاب بھی لگا رہتا ہے۔یہ انقلاب چاہے سیاسی انقلاب چاہے روحانی انقلاب۔ انقلاب دشمن طاقتوں کی ایک خاص روش یہ ہوتی ہے کہ عمل کی شکل رہ جائے مگر اس کی روح رخصت ہو جائے۔ حج کے ساتھ بھی یہی کیا گیا۔

حج کا پہلا مقصد للّٰہیت تھا۔ جس حج کا مقصد للّٰہیت پیدا کرنا تھا وہاں حالت یہ کہ ہم حاجی بن کر سراسر مادیات میں لت پت واپس آتے ہیں بقول مفتی مکرم صاحب ۲۰ کیلو لے کر جاتے ہیں اور ۱۲۰ کیلو لے کر واپس ہوتے ہیں۔

جس حج کا مقصد تزکیہ اخلاق تھا اس کو چغلی اور ایک دوسرے کی برائی کا مرکز بنا دیا، جس حج کا مقصد بیداری پیدا کرنا تھا اس کو امت کے لئے افیم بنا دیا،جس حج کا مقصد معرفت اور ایمان میں اضافہ تھا، وہاں یہ حالت کہ ہم بے سمجھے بوجھے مکہ جاتے ہیں، اور جیسے تیسے اعمال و مناسک انجام دیتے اور کورے واپس آجاتے ہیں۔ مقصد بس یہ ہو گیا کہ مشینی انداز میں کچھ مناسک

ادا کریں جن کا فلسفہ یا رمز کی بھنک بھی ہم کو نہیں لگی اور آ کے الحاج کا لقب اپنے نام میں اضافہ کر لیں۔

جس قدر سونے، کھانے، حفظانِ صحت، تحفے تحائف، بد نما آمرانہ تظاہر اور مزاجِ حج کے بر خلاف تجمّل نمائیوں پر توجہ دی جاتی ہے' اور تعصب' کینہ' موشگافی وغیرہ وسواس کو اپنے ساتھ لاتے ہیں۔ اگر امّت کے مسائل پر غور کرتے تو اسلام مستحکم قلعہ بن چکا ہوتا۔

حج کا سب سے اہم مقصد مسلمانوں میں اتحاد اور بھائی چارہ پیدا کرنا تھا۔ جس طرح جاہلیت قدیم میں کعبہ کے مجاوروں نے ہی کعبے میں تین سو ساٹھ بت رکھ دئے تھے۔ اسی طرح افسوس کا مقام یہ ہے کہ ایک بار پھر کعبے کے مجاور ہی حج کو، جس کو شارع مقدس نے اتحاد امت کا سر چشمہ قرار دیا تھا، مسلمانوں میں افتراق پیدا کرنے کا ذریعہ بناتے ہیں۔ دوسرے فرقوں کی ردّ میں مہمل کتابیں ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کی جاتی ہیں اور زہریلا پروپیگنڈا ہوتا ہے۔ حج پر اس سے زیادہ ظلم نہیں ہوسکتا کہ لاکھوں کی تعداد میں مسلمان وہاں جمع ہوں مگر ہر گروہ دوسرے گروہ کے خلاف بغض وعناد سے لبریز ہو، ہر حاجی کا ہر عمل شانہ بہ شانہ ہو مگر دل میں نفرت شعلہ ور ہو۔ اس آیت کے مصداق ہوں۔ "تحسبهم جميعاً وّ قُلوبهم شتّٰى۔"

قرآن نے یہ کافروں کی صفت بتائی تھی۔ ہم اپنے دلوں میں جھانک کر دیکھیں کہیں آج یہ ہماری صفت تو نہیں ہوگئی۔

امیر المومنین حضرت علیؑ نے اس کو یوں کہا تھا: "المجتمعه ابدانهم المختلفه اهوائهم"

ان کے بدن ساتھ ساتھ مگر انکے مقاصد ایک دوسرے کے بر خلاف ہیں۔

حج کا ایک مقصد انسانیت امن وآشتی اور مہر ومحبت کا درس دینا تھا۔ اس کے بجائے نفرت کا درس دیا جاتا ہے، درّوں سے پذیرائی ہوتی ہے۔

حج کا ایک اور مقصد ظلم اور ظالم سے اظہار بیزاری طاغوت پر کنکریاں مار کر اس سے جنگ کا اعلان ہے۔ طاغوت سے مراد راہ حق سے منحرف کرنے والے، ظلم وستم کو عام کرنے والے اللہ کے نظام سے سرپیچی کرنے والے ہیں۔ دور جاہلیت میں اسی حج کو عرب کے طاغوتوں نے اپنے اقتدار کو قائم رکھنے اور فروغ دینے کا ذریعہ بنایا تھا۔ ہر دور کے طاغوت مختلف ہوتے ہیں۔ آج کے

دور کا سب سے بڑا طاغوت کون ہے۔اس کو ہر مسلمان جانتا ہے۔لیکن اسی حج کو جس کا ایک مقصد طاغوت شکنی تھی امریکا کے ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے ذریعہ استعمال کیا جانے لگا۔

کسی نہ کسی طرح ہم نے حج کے مقاصد کو نہ فقط فراموش کیا بلکہ مفتیان حرم نے پیام حرم کو الٹ کر رکھ دیا۔

علامہ اقبال نے کہا تھا

غضب ہے حرف قرآں کو چلیپا کر دیا تو نے۔

حج کے ساتھ وہ ہوا ہے جو ہر مذہب میں اور ہر دور میں ہوتا ہے۔ مذہب کی شکلیں رہ جاتی ہیں لیکن اس کو محتوا اور حقیقی مقصد وموضوع سے خالی کر دیا جاتا ہے۔ یہ کام کوٹ ٹائی والے نہیں بلکہ دربار، اقتدار، طاقت اور بڑی طاقت کے اشارے پر مفتیان شہر انجام دیتے ہیں۔شکلیں قائم رہتی ہیں مگر اس میں روح نہیں ہوتی۔ جیسے دودھ دینے والی گائے کے سامنے مرے بچھڑے میں بھونسا بھر کر کھڑا کر دیتے ہیں اور گائے دودھ دیتی رہتی ہے۔ فرق یہ ہے وہ مرے بچھڑے کے ساتھ کرتے ہیں اور یہاں مذہب کے انقلابی نظام کو قتل کر کے اس کے ساتھ ایسا ہوتا ہے اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوتی۔

خنجر پہ کہیں خون نہ دامن پہ کہیں داغ
تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو